© rasailojaraid.com

ترجمہ فارسی پارۂ

از

طبقات محمد بن سعد کاتب الواقدی

در ذکر

فرستادن پیغمبر خدا قاصدان بسوی بادشاہان و قبائل عرب و رسیدن سفیران عرب نزد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ نمودہ

مولوی محمد عبد الحمید صاحب اعظمگڈھی سلمہ اللہ تعالیٰ

بحکم

نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین انتصار جنگ بہادر

بجہت افادۂ طالب علمان مدرستہ العلوم علیگڈھ

سنہ ۱۸۹۱ء

در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ف ۲۹۰ تواریخ ن ۳۰ ۲۶۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد — این دو پارہ ایست از طبقات ابن سعد کہ از زبان عربی بفارسی ترجمہ شد یکے از آن دو پارہ در ذکر فرستادن پیغمبر خدا قاصدان را بسوی پادشاہان و قبایل عرب است و دیگرے در رسیدن سفیرانِ عرب نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون در تاریخ اسلام این آگہی از مہمّاتِ امور است کہ اسلام در اطرافِ عرب و بلادِ دیگر چگونہ اشاعت یافت و این ہر دو پارہ سرمایۂ اینگونہ آگہیہا بود **نواب وقار الملک بہادر** بہ نظر افادۂ عام خصوصاً بغرض فائدہ طلبارِ اہل اسلام خواستند کہ آن نسخہ را کہ در جرمن بزبان عربی چاپ شدہ اصل قرار دادہ ترجمہ اش بزبان فارسی نمودہ چاپ کردہ آید چہ آن گزیدہ نسخہ ایست در صحت او اعتماد توان کرد۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طبقات ابن سعد کامل کتابے بزرگ بود کہ پانزدہ مجلد داشت۔ بعض بازان اختصار کرد و تعیین نیست کہ این پارہ ہا از کدام ہر دو ہستند لیکن از ہر چہ کہ باشند ہر دو ل در ارزش و صحت آن پایہ است کہ دیگر نامہا مثلاً سیرۃ ابن ہشام و غیرہ در رتبۂ آن نیست۔

ابن سعد کہ ابو عبد اللہ کنیت دارد و نامش محمد بن سعد بن منیع ازہری است کاتب واقدی بود علامہ ذہبی او را در میزان الاعتدال ذکر کردہ و معتمد گفتہ۔ علامہ نووی در تہذیب الاسماء واللغات آوردہ کہ اگرچہ او استادش واقدی ضعیف است امّا او خود ثقہ است۔ و علامہ ابن خلکان در ترجمہ اش چنین گفتہ کہ او از فضلا و بزرگان بود۔ با واقدی زمانے صحبت داشت و بکار کتابت او بود و ہم ازین بود کہ بنام کاتب الواقدی آوازہ گشت و حدیث از سفیان بن عیینہ و اقران او گرفت۔ و ابوبکر بن ابی الدنیا و ابو محمد الحرث بن ابی اسامہ التیمی از و حدیث آموختند و او کتابے بزرگ در طبقات صحابہ و تابعین و خلفا تا زمان خویش رقم زد و در وا جادت بکار برد و او در پانزدہ مجلد دہم او را کتابے دیگر است کہ طبقات صغیر نام دارد و او راستبازو ثقہ بود و مے گویند کہ تالیفات واقدی نزد چہار کس فراہم آمد کہ اوّل شان کاتبش محمد بن سعد بود۔ و ابن سعد در علم حدیث و روایت گرامی پایہ داشت و بسیارے از کتب در حدیث و فقہ تالیف نمود۔ و حافظ ابوبکر خطیب مصنف تاریخ بغداد در حق او نوشتہ کہ محمد بن سعد نزد ما از ارباب عدالت بود و حدیثش بر راستی او گواہ است

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اقبال اور تعمیر سیرت

مفتی عبد الــــودود

اقبال کی شہرت ایک شاعر اور فلسفی کی حیثیت سے ہے اور یہ دونوں ہی گفتار کے غازی زیادہ اور کردار کے غازی کم ہوتے ہیں ۔ شاعر جو کچھ کہتا ہے کرتا نہیں ۔ یقولون مالا یفعلون ۔ فلسفی بھی عمل سے زیادہ فکر کے میدان کا شہسوار ہوتا ہے ۔ اقبال اپنے بارے میں خود ہی کہتے ہیں ۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

لیکن یہ شاعر اور فلسفی کی ایک کمزوری ہے جس میں معصومیت پائی جاتی ہے اس لئے کمزوری ہونے کے باوجود پسندیدہ سمجھی جاتی ہے ۔ ان کے بارے میں اسی لئے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ان کا اپنا عمل کیا ہے دیکھا یہ جاتا ہے کہ جو بات وہ کرتے ہیں وہ کیا ہے اور کیسی ہے ۔ اس لحاظ سے ہمیں اقبال کے یہاں کسی بھی مسئلے کے متعلق جو باتیں ملتی ہیں ان میں وزن بھی ہے اور گہرائی بھی ۔ اس لئے وہ انسان کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتیں ۔ اقبال کی شاعری بنیادی طور پر اسلامی تعلیمات کی نقیب ہے ۔ ان کا فکر قرآن سے مستنیر ہے ۔ ان کا اسلام کا مطالعہ کسی عالم دین کے برابر نہ ہو لیکن وہ اپنے شاعرانہ شعور کی مدد سے بات کی تہہ تک پہنچنے میں بہت سے عالموں سے آگے دکھائی دیتے ہیں ۔ تعمیر سیرت کے موضوع پر ان کے افکار و خیالات ان کے کلام میں بکھرے ہوئے ہیں اور ان کی نوعیت کسی عام تصنیف کی طرح کسی مربوط اور مسلسل بیان کی نہیں، نہ مقالے اور مضمون کی ہے ۔ جس میں عقلی اور نقلی دلائل سے بات کو مستحکم کیا جاتا ہے ۔ شعر میں بات کہنے کا انداز نثر کے انداز سے مختلف ہوتا ہے ۔ یہاں بات وضاحت اور صراحت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں اشارہ اور کنایہ میں کہی جاتی ہے۔ اور یہی شاعری کا کمال ہے۔

بسرھنہ حرف نہ گفتن کمالِ گویائی است
حدیث خلوتیاں جز بہ رمز و ایمائیست

اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کنایہ صراحت سے بلیغ ہوتا ہے۔ عربی معولہ ہے الکنایۃ ابلغ من التصریح۔ لیکن اس کو سمجھنے کے لئے ذہن کا رسا ہونا اور طبیعت کا اخاذ ہونا ضروری ہے۔

اقبال کے کلام میں تعمیر سیرت سے متعلق جو مطالب بیان ہوئے ہیں ان میں اسلامی تعلیمات اور دینی روایات کا پرتو عیاں ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اقبال کو اردو کے تمام شعراء سے ممتاز کرتی ہے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ سیرت و کردار سے متعلق اقبال کے خیالات کا ایک سرسری خاکہ پیش کرتے ہیں۔

اقبال کا نظریۂ سیرت و کردار

بنیادی طور پر اقبال زندگی کو جہد مسلسل ، سعی پیہم اور کوشش ناتمام سے عبارت سمجھتے ہیں۔ قرار ، سکون اور آرام کو وہ زندگی کے لئے زہرِ ہلاہل جانتے ہیں۔ لیکن یہ جدوجہد ، سخت کوشی اور تگ و دو ان کی نظر میں ایک مسلسل عمل ہی نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس کی نوعیت تخلیقی ہے۔ یہ تخلیقی عمل انسان کو ایک قیمتی تحفہ کے طور پر عطا ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ اس دنیا کو ایک نئی صورت دے سکتا ہے اور اس میں ترتیب حسن اور نکھار پیدا کرکے ایک جہان تازہ آباد کر سکتا ہے۔ اقبال دنیا میں انسان کو شاہین (غالب نہ کہ مغلوب) جیسی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ حریت ، جوانمردی اور غیرت و خوداری کو اپنانے کا درس دیتے ہیں۔ چاروں طرف پھیلی ہوئی وسیع و عریض کائنات کی تسخیر کے لئے سورج کی طرح تب و تاب (عمل کی حرارت) پیدا کرنے کا سبق دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ور بیائی چوں شرار از خود مرو
در تلاشِ خرمنے آوارہ شو

تاب و تب داری اگر مانند مہر
پا بنہ در وسعت آباد سپہر

سینۂ داری اگر در خورد تیر
در جہاں شاہیں بزی شاہیں بمیر

زندگی را چیست رسم و دین و کیش
یک دم شیری بہ از صد سال میش

تسخیر فطرت اور تسخیر کائنات ھی ایک ایسا مقصد نہیں جو اس کے پیش نظر رہتا ہے بلکہ ایک بلند اخلاق کا حامل انسان بلند تر اخلاقی مقاصد کے حصول کے لئے بھی کوشاں رہتا ہے۔ اقبال اعلیٰ سیرت و کردار کی خصوصیت کی تشریح اپنی مثنوی اسرار خودی میں اس وقت کرتے ھیں جب وہ حضرت علیؓ کے بعض ناموں میں پنہاں مطالب کی ترجمانی کرتے ھیں۔ ان کے نزدیک بو تراب کے لقب کا مستحق صرف وہ شخص ہے جو اپنے مادی وجود اور ھوا و ھوس پر غلبہ پالیتا ہے۔ ایسا شخص پھول کی طرح نرم و نازک نہیں ھوتا بلکہ پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس ھوتا ہے۔ وہ خود دار اور عمل کا پیکر ھوتا ہے۔ وہ اپنے زور بازو سے ایک نئے زمانہ کو وجود میں لاتا ہے۔ زندگی کے دوران اور موت کے وقت بھی وہ ھر جگہ جوانمردی کا ثبوت دیتا ہے۔ اقبال زندگی کو ایک ایسی قوت سمجھتے ھیں جو غلبہ پانے کے جذبہ سے نموپاتی ہے۔ ان کے نزدیک طاقت مشکلات سے فرار میں نہیں پنجہ آزمائی میں نشوونما پاتی ہے۔ وہ انسان کو اشرف المخلوقات کی حیثیت سے اس کا مقام یاد دلاتے ھیں اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے کچھ اصولوں اور ضابطوں سے روشناس کراتے ھیں۔ افراد اگر خدا کی ودیعت کردہ صلاحیتوں،استعداد اور قوی کو بروئے کار نہ لائیں تو انسان کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ھونے کی بجائے موت کی آغوش میں ابدی نیند سے ھمکنار ھو جاتی ھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتے ہیں ۔

ہر کہ در آفاق گردد بو تراب
باز گرداند ز مغرب آفتاب

از خود آگاہی ید اللہی کند
از ید اللہی شہنشاہی کند

سنگ شو ، اے ہمچو گل نازک بدن
تا شوی بنیادِ دیوارِ چمن

گر نہ سازد با مزاجِ او جہاں
می شود جنگ آزما با آسماں

در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست
ہمچو مرداں جاں سپردن زندگیست

زندگی کشت است حاصل قوت است
شرح رمز حق و باطل قوت است

اے ز آداب امانت بے خبر
از دو عالم خویش را بہتر شمر

گویا وہ مسلسل اپنے علم اور ذہنی قوی میں اضافہ کرنے اور اپنی ذاتی استعداد کے بھرپور استعمال کی تلقین کرتے ہیں جس کے بغیر فرد ماحول کے رحم و کرم پر رہتا ہے ۔ اس کی اپنی قوت عمل مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے ۔

تو کہ از نور خودی تابندۂ
گر خودی محکم کنی پایندۂ

چوں خبر دارم ز ساز زندگی
با تو گویم چیست راز زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غوطہ در خود صورت گوہر زدن
پس ز خلوت گاہ خود سر بر زدن

زندگی از طوف دیگر رستن است
خویش را بیت الحرم دانستن است

فکر و عمل کی یہ صلاحیتیں غیروں پر تکیہ کرنے کی بجائے عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے پر آمادہ کرتی ہیں اور اس کے لئے قوت و توانائی بخشتی ہیں ۔ لیکن یہ قوت اپنی بقا و استحکام کے لئے محبت اور عشق کے جذبہ کی محتاج ہے جو انسان کو دنیوی آلائشوں سے منزہ کرکے اس کا رشتہ اپنے خالق کے ساتھ استوار کرنے پر آمادہ کرتا ہے ۔

ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقل خدا داد کی زد سے

عالم ہے غلام اس کے جلال ازلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ الجھتا ہے خرد سے

آخری سعر میں اس روح کی نشاندھی کی گئی ہے جو ذہنی عمل میں ہمیشہ موجود ہونی چاہئیے اور جس کے بغیر انسان اپنے فکر و عمل میں اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضا کے تابع نہیں رہ سکتا ۔ وہ جانتا ہے کہ خدا کی رضا مقصود نہ ہو تو صلح بھی جو بظاہر نیک کام ہے سراسر بدی بن جاتی ہے اور اگر اس کی خوشنودی مطلوب ہے تو لڑائی بھی بلا شبہہ نیکی کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔ ہماری زندگی کا ایک ایک عمل صرف اور صرف اس کی منشاء و مرضی کے مطابق ہونا چاہئیے ۔

تابع حق دیدنش نادیدنش
خوردنش نوشیدنش خوابیدنش

قرب حق از ہر عمل مقصود دار
تا ز تو گردد جلالش آشکار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلح شر گردد چو مقصود است غیر
گر خدا باشد غرض جنگ است خیر
هر کہ خنجر بہر غیر اللہ کشید
تیغ او در سینۂ او آرمید

اقبال کا مرد مومن نہ صرف خارجی طور پر حق کا پرستار اور باطل سے ٹکرانے والا ہے بلکہ وہ داخلی طور پر خود اپنی ذات سے بھی نبرد آزما رہتا ہے۔ وہ اپنے سفلی جذبات اور نفسانی خواہشات پر اس طرح جھپٹتا ہے جیسے چیتا ہرن پر حملہ کرتا ہے۔

مرد مومن زندہ و با خود بجنگ
بر خود افتد ہمچو بر آہو پلنگ

ان اعلی و ارفع اخلاقی اور روحانی اقدار کا حامل انسان تعمیر خودی کے ذریعہ انتہائی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

توحید کا عقیدہ انسانی فکر وعمل کو بلند تر معانی سے آشنا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کی ذات اپنی جملہ صفات جلال و جمال کے ساتھ انسان کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ اسی سے اس میں عزت نفس اور جوانمردی کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بدی کی قوتوں سے مفاہمت اور تعاون کی بجائے ستیزہ کار رہتا ہے۔ وہ کسی طرح غیر اللہ کا سہارا لینا گوارا نہیں کرتا۔

خودی را مردم آمیزی دلیل نارسائی ہا
تو اے درد آشنا بیگانہ شو از آشنائی ہا
بدر گاہ سلاطیں تا کجا ایں چہرہ سائی ہا
بیا موز از خدائے خویش ناز کبریائی ہا
محبت از جوانمردی بجائے می رسد روزے
کہ افتد از نگاہش کاروبار دلربائی ہا

© rasailojaraid.com